

”دعوات حق“ کی پہلی دو جلد ضخامت صفحات کی وجہ سے اب تین جلدوں پر پھیلائی گئی ہیں اور چوتھی جلد کے اضافہ کے ساتھ یہ مجموعہ وعظ وارشاد اب چار ضخیم جلدوں میں طالبین رشد و ہدایت اور اصحاب علم و دانش کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے، کیا عجب کہ دیگر خطبات (جن کا ایک بڑا ذخیرہ مسودات کی شکل میں محفوظ ہے) کی ترتیب و تدوین و اشاعت کی توفیق بھی بارگاہ ایزدی سے نصیب ہو سکے و ما ذلک علی اللہ عزیز کہ یہ سب اُسی کی کرم نوازی کا کرشمہ ہے ورنہ ہم کیا کہ کوئی کام ہم سے ہوتا۔ جو کچھ ہوا، ہوا کرم سے اس کے۔ ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم

(۳) دارالعلوم حقانیہ اور ردِ قادیانیت

استعماری قوتوں اور اسلام دشمن لابیوں نے امت مسلمہ کی وحدت و سالمیت، نظریاتی یکجہتی اور سیاسی قوت کو ختم کرنے کیلئے جو حربے استعمال کئے، اس میں فتنہ قادیانیت سب سے نمایاں ہے، جس کی بنیاد تنگ ملت، غدار دین مرزا غلام احمد قادیانی نے رکھی، مذہبی لحاظ سے یہ ”بہائی فرقے“ کا ہندی ایڈیشن تھا، جس کو برطانوی سامراج نے آب و دانہ مہیا کیا اور یہودی آقاؤں نے پروان چڑھایا، مرزا قادیانی نے مصلح، مجدد، مہدی، مسیح موعود، نبی رسول، موعود اقوام عالم، کرشن جیسے متضاد، متفرق دعوؤں کا ملغوبہ تیار کر کے اپنی ذات کو اسکے گرد گھمایا، ہندوستان میں پیدا ہونے والے مذاہب، ہندومت، بدھ مت، سکھ مت وغیرہ کے بانیوں کو سب و شتم کا نشانہ بنایا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف بکواسات کا طومار باندھا، جہاد کی تشبیح، برطانیہ کی اطاعت اور اسلامی ریاستوں کی پامالی کے لئے اوجھے ہتھکنڈے استعمال کئے۔

مگر اس فتنے کا سب سے بڑا نشانہ دین اسلام کا بنیادی عقیدہ ختم نبوت تھا، جس کی آڑ میں انہوں نے سید الکائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کی توہین و تحقیر میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ایک طرف اس فتنہ کی سنگینی، مگر دوسری طرف مسلمانوں کے حساس، عاقبت اندیش اور عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار قائدین جن کو اللہ تعالیٰ نے فتنہ مرزائیت کے بارے میں دل پینا اور شرح صدر سے نوازا تھا، انہوں نے اس صدی کے آغاز ہی سے علمی، فکری، سیاسی اور عوامی ہر محاذ پر پورے شد و مد سے اس کے سیاسی، مذہبی، معاشرتی اور بین الاقوامی خطرات سے عالم اسلام اور اس کے حکمرانوں کو آگاہ کرنا شروع کر دیا، اور پُر خطر حالات میں بھی علم جہاد لہراتے رہے، انہیں للکارتے رہے اور امت مسلمہ کو اس مارِ آستین سے بچنے کے لئے جھنجھوڑتے رہے۔

ہزاروں علماء، مفکرین، زعماء، مصنفین، مناظر، صحافی، مبلغ اور لاکھوں عوام ان سارقین تاج و تخت ختم نبوت کا محاسبہ اور تعاقب کرنے کے لئے میدان جہاد میں کود پڑے، اور خواجہ پیثرب صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس ختم نبوت کیلئے اپنی زندگیاں تہ تیغ دیں، جبکہ کئی سعادت مند اس راہ میں کٹ مر کر بھی خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے اور شفاعت آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اور خوشنودی اولین و آخرین کی ابدی سعادت سے مالا مال ہوئے۔

دیگر مجاہدین ختم نبوت کی طرح اس تحریک میں دارالعلوم حقانیہ اور والد گرامی قائد شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کا بھی بنیادی کردار رہا، ۱۹۵۱ء میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ حضرت والد کے حکم پر یہاں تشریف لائے، اور ہزاروں لوگوں کے اجتماع میں فتنہ قادیانیت کا پردہ چاک کیا۔ یہاں سے تحریک ختم نبوت ایک نئے موڑ میں داخل ہوئی، جس کو حکومت وقت نے مجاہدین ختم نبوت کو جیل میں ڈالنا شروع کیا، ہزاروں لوگوں کو شہید کیا گیا، مگر یہ سلسلہ رکا نہیں۔ اس طرح ۱۹۷۳ء میں والد ماجد نے سب سے پہلے قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو اقلیتی گروہ قرار دینے کے لئے قرارداد پیش کی، جسے اسمبلی نے مسترد کیا مگر اکابر کی قربانیوں اور امت مسلمہ کے مومنانہ جدوجہد کے نتیجے میں ۱۹۷۴ء میں گھٹنے ٹیک دیئے اور دستور میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، اس دوران قومی اسمبلی میں مسلمان کی پہلی متفقہ تعریف کی سعادت بھی حضرت والدؒ نصیب ہوئی جبکہ ”ملت اسلامیہ کا موقف“ کی سیاسی حصے کی تیاری راقم کے حصے میں آئی، جس کو مفکر اسلام مفتی محمودؒ نے اسمبلی میں پیش کیا، پھر راقم نے اکابر امت کو اس فیصلے کے ذیلی تقاضوں کی طرف متوجہ کیا، جس کے جواب میں عالم اسلام کے جید اکابرین، مفکرین اور دانشور حضرات نے وقیع تجاویز ارسال فرمائے، اس طرح صدر ضیاء الحق کی مجلس شوریٰ سے توہین رسالت ایکٹ اور قادیانیت آرڈیننس کی منظوری بھی قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوئی، جس میں بطور رکن مجلس شوریٰ کے ناچیز کی حقیر جدوجہد بھی شامل تھی۔

اس تمام جدوجہد میں ماہنامہ ”الحق“ نے بھی کلیدی کردار ادا کیا اور اب نصف صدی گزرنے پر بھی تعاقب و تردید کا یہ سلسلہ تاحال جاری ہے، اس پچاس سالہ جدوجہد اور تحقیقی مضامین کا انڈکس اس کتاب کے آخر میں شامل ہے، جو اس شجرہ خبیثہ کے ہر پہلو پر سیر حاصل روشنی ڈال سکتا ہے، ارباب علم و دانش اور اصحاب تحقیق و ریسرچ کے لئے یہ ایک بیش بہا خزانہ ہے، بہت اہم حصہ قادیانیت کے بارہ میں پارلیمنٹوں کی پارلیمانی آئینی اور دستوری جدوجہد سے متعلق ہے، جو یہ نشاندہی کرتا ہے کہ قادیانیوں کے بارہ میں یہ اقدامات وقتی ہیجان اور جذبات پر مبنی نہیں بلکہ دنیا میں رائج دستوری اور آئینی تقاضوں کے مطابق ہے، الحمد للہ کہ دارالعلوم حقانیہ کو اللہ تعالیٰ نے علم و تعلیم تدریس و دعوت سیاست و جہاد کے ہر شعبہ میں خصوصی فضل و کرم سے نوازا ہے، تمام فرق باطلہ پرویزیت، انکار حدیث، تجدد و استنراق، الحاد و بدعات کا کوئی فتنہ اس کے باطل شکن حملوں سے بچا نہیں، قادیانیت جیسا ایک ام الفتن فتنہ کب نظر انداز ہو سکتا ہے، ضرورت ان کوششوں کو مرتب اور اجاگر کرنے کی تھی، خوشی ہے کہ میرے دو عزیز زیرک قابل اصحاب علم و فضل تلامذہ مولانا انعام الرحمن شانگلوی اور مولانا محمد اسرار مدرس دارالعلوم حقانیہ نے بڑی محنت، عرقریزی، نفاست اور جامعیت کیساتھ یہ کارنامہ انجام دیا، اللہ کرے یہ ان کے علمی تصنیفی خدمات کا بہترین آغاز ثابت ہو، اللہ تعالیٰ اس عجاوبہ نافعہ کو پوری امت کے افادہ اور استفادہ کا ذریعہ بنائے۔